عبدالرشید ارشد (جوہر آباد)

مذہبی انتہا پسندی اور دہشت گردی

مذہبی انتہا پسندی اور دہشت گردی' ہر دور میں ہر قوم کا مقدر رہی ہے مگر مسلمہ امریکی دہشت گرد نے اسے کئی گنا بڑھا چڑھا کر دنیا کے سامنے پیش کیا۔ یہود کے ایما پر جس طرح اسے مسلمانوں کے کھاتے میں ڈالا گیا' زندہ ضمیر اس سے گھن کھاتا ہے۔مسلمانوں میں مذہبی دہشت گردی تلاش کرنے والے اپنے ماضی کو فراموش کئے بیٹھے ہیں۔حالیہ دور میں آئرلینڈ میں مذہبی انتہا پسندی کے کرشمے بھی ان کی نظروں سے اوجھل ہیں۔

اسلام امن و آشتی کا مذہب ہے' جس نے عرب معاشرے سے بدترین دہشت گردی کا عملاً خاتمہ کر کے خطۂ عرب میں ایسا پرسکون اور خوشحال معاشرہ تشکیل دیا کہ تاریخ اس جیسا پرامن معاشرہ سامنے لانے سے قاصر ہے۔مدینہ کے یہود مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی کو انگیخت کرنے میں مصروف دیکھے جاتے رہے تا آنکہ انہیں نکال باہر کیا گیا جس پر وہ زخمی سانپ کی طرح انتقام پر تل گئے۔افغانستان کا امن آج کے دور کی حقیقت تھی۔

یمنی عبداللہ بن سبا نے منافقت کے لبادے میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے جس دہشت گردی کو خوامخواہ اسلام کے کھاتے میں ڈالا اور پھر اسے مختلف موڑ دیتا ہوا خلافت راشدہ کے اختتام تک لے گیا' اس کا اسلام اور مسلمانوں سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔یہودی ہتھکنڈوں نے دہشت گردی سے بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کروایا اور بعد میں حسن بن صباح اُسی کے مشن کو آگے بڑھاتا رہا۔تاریخ سب کچھ محفوظ کئے ہوئے ہے۔

مذہبی انتہا پسندی اور دہشت گردی کا بیج حسن بن صباح کے ساتھ ختم نہ ہوا بلکہ اس کی ذریت اسے آج بھی تازہ بہ تازہ رکھنے کے لیے مصروفِ عمل ہے۔اس کی ایک مثال موقر جریدہ ''اردو ڈائجسٹ'' لاہور کی ایک سابقہ اشاعت سے آپ کے سامنے رکھتے ہیں جو اس پوری صورت حال کو سمجھنے میں ممد و معاون ہے۔ہم یہاں اس روداد کا خلاصہ دے رہے ہیں۔

> ''تقسیم ہند سے قبل ہندوستان کی ایک ریاست میں' ایک انگریز فوجی افسر تعینات تھا جو راجہ صاحب والیٔ ریاست سے بہت قریب تھا۔تقسیم ہند کے بعد وہ واپس انگلینڈ چلا گیا۔راجہ صاحب جب کبھی انگلینڈ جاتے' اُس سے ملاقات ہوتی۔کئی سال پیشتر راجہ صاحب انگلستان گئے تو حسب سابق اُس انگریز افسر سے ملاقات ہوئی۔اُس نے راجہ صاحب کو سیر کی دعوت دی تو راجہ صاحب نے کہا کہ اکثر یہاں آتا رہتا ہوں۔سارا انگلستان دیکھا بھالا ہے کوئی نئی چیز ہو تو دیکھیں۔انگریز افسر دوسرے دن آنے کا وعدہ کر کے چلا گیا۔دوسرے روز وہ آیا تو کہنے لگا کہ راجہ صاحب آپ کو نئی چیز دکھا سکتا ہوں مگر اس شرط کے ساتھ کہ آپ کو میری گاڑی میں چلنا ہوگا۔آپ آنکھیں اور کان کھلے رکھیں گے مگر زبان بند رہے گی۔سوال و جواب واپس پہنچ کر ہوں گے۔وہاں مکمل احتیاط کی جائے گی۔اس وعدے کے ساتھ راجہ صاحب انگریز افسر کے ساتھ اس کی گاڑی میں روانہ ہوگئے۔آبادی سے

۱۴،۱۵ میل ایک جنگل کے باہر خستہ سی عمارت کے پاس ایک گاڑی کھڑی تھی۔اس کے ساتھ گاڑی پارک کر کے انگریز میزبان نے راجہ صاحب کو دوسری گاڑی میں بیٹھنے کو کہا اور پھر یہ گاڑی گھنے جنگل میں داخل ہوگئی۔ چند میل کی مسافت طے کرنے پر ایک پرانی قلعہ نما عمارت کے باہر گاڑی روک کر دونوں حضرات اندر داخل ہوگئے۔

راجہ صاحب دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس الگ تھلگ مقام پر صاف ستھرا مختلف انداز کا عربی لباس پہنے نوجوان قرآن وحدیث وفقہ کی تعلیم میں مصروف ہیں۔کسی کا گُترا (رومال) سرخ ہے، کسی کا سفید ہے تو کسی کا سبز ہے۔الگ الگ ٹولیوں کی شکل میں تدریس وتعلّم جاری ہے۔کچھ وقت گزار کر واپس ہوئے۔جنگل سے نکل کر جب وہ انگریز بہادر کی کار میں بیٹھے تو راجہ صاحب صبر نہ کرسکے اور تفصیل پوچھی۔اُسے بتایا گیا کہ ان میں سے کوئی بھی مسلمان نہیں ہے۔یہ سب یہودی یا عیسائی ہیں۔انہیں جس جس علاقے میں بھیجنا مقصود ہے' وہاں کا مخصوص لباس اور مخصوص لہجہ اپنانے کے ساتھ ساتھ قرآن وسنت وفقہ کی تربیت دی جاتی ہے۔مسلمانوں کے متنازعہ مسائل کو اچھالنے اور خلیج وسیع سے وسیع تر کرنے کی تربیت پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔مہارت حاصل کرنے پر کوئی کویت میں داخل ہوگا تو کوئی سعودی عرب میں جہاں اختلافی مسائل کو یہ ہوا دیں گے۔''

یہ تو تھی اخباری رپورٹ۔مڈل ایسٹ میں طویل قیام کے دوران راقم الحروف کا ذاتی تجربہ بھی اس سے مختلف نہیں ہے۔فرق صرف شعبہ جات کا ہے۔سلطنت اومان کے صوبہ ظفار میں ایک برطانوی فوج کے کپتان بطور اسسٹنٹ ڈائریکٹر زراعت خدمات سرانجام دیتے تھے۔عمانی لہجے میں اس روانی کے ساتھ عربی بولتے تھے کہ عمانی بھی انگشت بدنداں رہ جاتے تھے۔گورنر ظفار کے ہاں ایک امریکن پرائیویٹ سیکرٹری تھے جو انگریزی کے بجائے عربی پڑھنے، لکھنے، بولنے اور ٹائپ کرنے پر قدرت رکھتے تھے۔یہ اُن دنوں کی بات ہے جب ۷۰ کی دہائی میں اومان اور یمن کے بارڈر پر کشیدگی تھی اور اومانی سرحد پر کمیونزم روکنے اور سعودی عرب کو بچانے کے نام پر سعودی عرب سے ملنے والی خطیر امداد برطانوی تجوریوں میں چلی جاتی تھی۔

گویا سیاسی سطح پر دہشت گردی کو جنم دینے کے بعد اسے بھڑکائے رکھ کر امداد سمیٹتے رہنے کا ذریعہ کیپٹن مائک ٹیلر اور گورنر کے اس سیکرٹری جیسے لوگ تھے۔انہوں نے اس پرامن علاقہ میں دہشت گردی کو جنم دیا اور مقامی آبادی کو ''تربیت'' دی۔صوبہ ظفار کا کم وبیش ہر بدو کندھے پر خودکار رائفل رکھے گھومتا تھا۔ایک بار ۲۴ نہتے پاکستانی مزدور اس عملی دہشت گردی کا نشانہ بنے۔

مذہبی انتہا پسندی کا بیج بونا، پھر اس کی آبیاری کرنا اور اسے تناور درخت بنا کر اس کی ہر شاخ کو دہشت گردی میں ڈھالنا یہود ونصاریٰ کے لیے کامیابی کی ضمانت ہے۔دونوں چیزیں اُن کے اہداف کی منزل کو قریب سے قریب تر کرتی ہیں۔ہم یہ بات کسی مفروضے کی بنیاد پر یا محض تہمت کے نقطہ نظر سے نہیں کہہ رہے بلکہ وہ خود اس امر کی گواہی دیتے ہیں:

''ان اقدامات کی بنیاد پر ہم قدم بہ قدم، لحہ بہ لحہ (دہشت گردی سے) سب کچھ تباہ کردیں گے......؟''

(Protocols-10:17-10)

''اقوامِ عالم کو اگر ہم سکھ کا سانس لینے کے لیے لمحات اور خطہ بخش دیں تو یہ کیسا رہے گا؟ مگر ایسا کبھی نہ ہوگا''

(Protocols-10:20-13)

یہ دعویٰ ہے یہود کا جو ہر جگہ حقیقی منصوبہ ساز ہیں۔ یہ مذہبی انتہا پسندی اور دہشت گردی کے حقیقی خالق اور نصاریٰ کے تربیت کنندگان ہیں۔ اب آپ نصاریٰ کے سرخیل اور عالمی دہشت گرد امریکی سی آئی اے کی منصوبہ بندی ملاحظہ فرمائیے:

’’......اِن سے نمٹنے کے لیے ہم متبادل حل کے طور پر مندرجہ ذیل ذرائع اختیار کرنے کی تجویز پیش کرتے ہیں:

۱) مکمل خاتمے کی بجائے جزوی خاتمے پر اکتفا کیا جائے۔ صرف ان رہنما شخصیات کو ختم کیا جائے جو دوسرے ذرائع جن کا ہر ذکر کرنے والے ہیں قابو میں نہ آئیں۔ ہم اس بات کو ترجیح دیتے ہیں کہ ان شخصیات کا خاتمہ ایسے طریقوں سے کیا جائے جو بالکل طبعی اور فطری ہوں۔ (مثلاً فضائی یا زمینی حادثے۔ ارشد)

۲) ان (دینی وسیاسی) کی قیادتوں کو باہمی شکوک وشبہات سے باہم ٹکرا کر اختلافات کی خلیج کو وسیع سے وسیع تر کیا جائے تا کہ باہمی سر پھٹول سے ان کے لیے تعمیری کام ممکن نہ رہے۔

۳) مذہبی فروعی اختلافات کی خلیج کو وسیع تر کرتے رہنے پر توجہ دی جائے۔ نوجوان ذہنوں پر خصوصی توجہ دی جائے۔‘‘ (ماضی کے سپاہ محمد اور لشکر جھنگوی اور بعض طلبا تنظیموں کی مثال سامنے رکھیں۔ ارشد) (اقتباس: خطٔ رچرڈ بی مچل)

سی آئی اے، جو امریکہ کی عالمی دہشت گرد جاسوسی تنظیم ہے۔ اس کے ایک ذمہ دار افسر نے ایک مسلمان ملک میں اپنے نمائندے کو، جو طویل خط لکھا تھا (بشکریہ ’’الدعوۃ‘‘ الکویت) اس کا صرف ایک حصہ اختصار کی مجبوری سے آپ کے سامنے رکھا ہے۔ اب آپ ہی کہیے کہ اہم شخصیات کو راستے سے ہٹانے کے لیے (’’طبعی‘‘ اور ’’فطری‘‘) کارروائی دہشت گردی نہیں تو اور کیا ہے؟ مذہبی فروعی اختلافات کی خلیج مذہبی انتہا پسندی نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ درست کہ کارندے متعلقہ ملک سے لئے جائیں گے۔ میر جعفر و میر صادق باہر سے تو نہیں آئے تھے۔ اسی طرح اسرائیلی ’’موساد‘‘ بھارتی ’’را‘‘ امریکی ’’سی ائی اے‘‘ یا ’’ایف بی آئی‘‘ اور روسی ’’کے جی بی‘‘ کے اپنے تو صرف نگران اور منصوبہ ساز ہی ہر ملک میں ہیں۔ منصوبہ پر عمل کرنے کے لیے دینی سیاسی جماعتوں میں ’’گھس بیٹھیے‘‘ ایجنٹ تو اسی ملک کی بے ضمیر و بے حمیت ہوس پرست نسل ہے۔ جو فی الاصل اس ملک کی نہیں۔ دشمن کے زرخرید بے ضمیر و بے حس ایجنٹ بظاہر مسلمان قرار دیئے جاتے ہیں۔ حالانکہ اُن کا اسلام اور مسلمانوں سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ دوران حج، دوران طواف وسعی حاجی حضرات کی جیبیں کٹ جاتی ہیں کیا یہ کام حاجی کرتے ہیں؟ نہیں بلکہ حاجی کے بھیس میں جیب کترے اور لٹیرے یہ کام کرتے ہیں بعینہٖ اسی طرح مذہبی انتہا پسندی اور دہشت گردی کے خالق یہود اور عامل نصاریٰ ہیں جبکہ بعض ’’معمول‘‘ مسلمان کہلوانے والے ہیں۔ ایسے ایجنٹ لاکھ کہیں ’ملک سے ان کا کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی دین سے ہے۔

اُندلس میں ناعاقبت اندیش ابوعبداللہ کے کلیسا کے سامنے کلمۂ اطاعت کہنے کے بعد پیروانِ کلیسا نے جس مذہبی دہشت گردی کا ریکارڈ قائم کیا تھا اُسے ماضی کا قصۂ پارینہ کہہ کر نظر انداز کر دیجیے۔ مگر بی بی سی کی اس خبر کو آپ کس کھاتے میں ڈالیں گے جس میں بتایا گیا ہے کہ بش اور بلیئر کی ذریت IRA کے مذہبی انتہا پسندی کی تربیت دینے کا مرکز آئر لینڈ میں پولیس چھاپے کی زد میں آیا ہے۔ آئر لینڈ کیتھولک اور پروٹسنٹ دونوں ہی پیروانِ مسیح ہونے کے دعوے دار ہیں جو امن و آشتی کا پیغام لائے تھے۔

پاکستان میں مذہبی انتہا پسندی کی (Roots) کمین گاہیں تلاش کرنے والے اپنی چارپائی کے نیچے اگر جھانک سکتے تو

برطانیہ، امریکہ، اسرائیل اور بھارت کے علاوہ روس تک میں مذہب اور کیمونزم کے نام پر انتہا پسندی اور دہشت گردی کے بکھرے شواہد اس کثرت سے ملتے کہ نیندیں حرام ہو جاتیں مگر نیند تو ضمیر کے جاگنے کے ساتھ مشروط ہے۔ بے ضمیر کا جب ضمیر ہی مر چکا ہو تو نیند کا کیا سوال۔

بھارت کے احمد آباد میں گزشتہ نصف صدی سے تسلسل کے ساتھ جو ہو رہا ہے وہ اگر مذہبی انتہا پسندی اور دہشت گردی نہیں تو کیا ہے؟ مقبوضہ کشمیر میں ۷ لاکھ بھارتی فوج منظم انداز میں جو کچھ روا رکھے ہوئے ہے اُسے آپ کس نام سے پکاریں گے؟ ارض فلسطین میں اسرائیلی فوج جس طرح روزانہ کئی بے گناہوں کے خون سے ناشتہ کرتی ہے۔ عالمی ضمیر اسے دہشت گردی کہتے گھبراتا ہے کہ وہ یہود کے ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کا مقروض ہے۔ سچائی مستقبل کے قرضوں کا راستہ بند کر دے گی۔ سودی قرض کے چنگل میں آ کر ضمیر کیسے زندہ رہ سکتا ہے۔

برطانیہ کے کئی شہروں میں جب غنڈے منظم انداز میں غیر برطانوی لوگوں کے محلوں میں یلغار کرتے ہیں تو وہ بھی دہشت گردی نہیں ہے کہ مہذب ملکہ برطانیہ کے ملک کا ہر برطانوی ''مہذب'' ہے۔ بعینہٖ اسی طرح امریکہ میں ۱۱ ستمبر کے خود ساختہ وقوعے کو بہانہ بنا کر اسلام اور مسلمانوں کی تضحیک، ان کی مساجد کی بے حرمتی اور جان و مال کا اتلاف بھی نہ مذہبی انتہا پسندی ہے اور نہ ہی دہشت گردی ہے کہ بش اور اس کا ملک ہر مہذب سے بڑھ کر ''مہذب اور شائستہ'' ہیں۔ جس کا ذائقہ ماضی میں صدر پانامہ اور دوسرے بہت سے چکھ چکے ہیں۔ جس ''تہذیب و شائستگی'' پر افغانستان اور عراق کا بچہ بچہ گواہی دے رہا ہے بلکہ افغانستان کا دشتِ لیلیٰ اور عراق کا میدانِ کربلا ریت میں دبی لاشوں کے ساتھ گواہ ہے۔ ایسے ''مہذب اور شائستہ'' چشم فلک نے کب دیکھے ہوں گے؟

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ''مذہبی انتہا پسندی'' کو ''را''، ''موساد'' اور ''سی آئی اے'' نے جنم دیا۔ انتہا پسندی کی تربیت کے لیے نرسریاں اُن کی منصوبہ بندی سے اور ہمارے بڑوں کی غفلت سے منظم ہوئیں۔ عبداللہ بن سباء کی اولاد دونوں کیمپوں میں موجود رہی۔ اہل وطن اس بات پر گواہ ہیں۔ انتہائی غیر معروف کاغذی تنظیموں کے نام سے اختلافی مسائل پر، حقوق کے مطالبوں پر، مبنی پوسٹر راتوں رات دیواروں پر لگے اور پھر پندرہ بیس دن اسی طرح کی نام نہاد کاغذی تنظیموں کی طرف سے جوابی حملے پر مبنی پوسٹر لگے جو قوم میں بے چینی پیدا کرتے ہیں۔ ہم یہ بات کسی مفروضے کی بنیاد پر نہیں کہہ رہے۔ عرصہ سے سرائیکی صوبہ کے مطالبہ پر مبنی ایک اشتہار ہم نے سنبھال رکھا ہے۔ جس پر کسی فرد کا نام نہیں ہے بلکہ یہ وجود نہ رکھنے والی تنظیم کی طرف سے ہے۔ یہی کچھ بارشوں میں اُگی بے شمار کھمبیوں جیسی ایک ایک فرد پر مشتمل دینی، سیاسی جماعتوں کا ہے جن کے نام استعمال کر کے اتحادِ امت کو پارہ پارہ کیا گیا ہے اور بدستور کیا جا رہا ہے اور جس طرف کسی کا دھیان نہیں ہے۔

آج ضرورت ہے کہ پوری شدت کے ساتھ ''مذہبی انتہا پسندی'' اور ''اسلامی دہشت گردی'' کہنے والوں کا دلائل سے منہ بند کیا جائے۔ انہیں آئینہ دکھایا جائے تاکہ وہ اپنے مکروہ چہرے دیکھ کر منہ بند کر سکیں۔ معذرت خواہانہ رویہ بزدلی ہے اور یقین کیجیے، اسلام بزدلوں اور نامردوں کا مذہب نہیں ہے۔ اسلام کی جھولی میں سچائی ہے اور سچائی کبھی بزدل نہیں ہوتی۔

فوری ضرورت ہے

گذشتہ پانچ برس سے دینی تعلیم کے میدان میں سرگرمِ عمل منفرد ادارہ

مدرسہ فاطمۃ الزہراء للبنات

گلشنِ ملتان۔ سمیجہ آباد نمبر 1، ڈاکخانہ جاوید نگر۔ ضلع ملتان

اپنی شاندار تعلیمی خدمات کے سبب الحمدللہ روز افزوں مقبولیت کی طرف جا رہا ہے' اس وقت مدرسہ ہذا میں زیرِ تعلیم بچیوں کی تعداد 257 سے تجاوز کر گئی ہے۔ ادارہ ہذا طالبات کی بڑھتی ہوئی تعداد کے سبب مزید گنجائش کا متحمل نہیں رہا لہذا منتظمین ادارہ کی جانب سے فیصلہ کیا گیا ہے کہ مستقبل کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر مدرسہ سے ملحق ایک قطعہ زمین جو دس (10) مرلہ پر مشتمل ہے خرید کر مدرسہ ہذا کی توسیع کر دی جائے، چنانچہ اس ضمن میں الحمدللہ کافی پیش رفت ہو چکی ہے اور تقریباً نصف رقم کا بندوبست بھی اللہ کے فضل و کرم سے کیا جا چکا ہے جبکہ بقیہ نصف رقم جو کہ 2 لاکھ بچاس ہزار روپے بنتے ہیں۔ فوری ضرورت ہے راہِ خیر میں خرچ کرنے والے مخیّر حضرات سے اپیل ہے کہ وہ اس دینی ضرورت و اہمیت کے کام کی تکمیل کے لئے آگے آئیں اور طالبات کے دینی تعلیمی مرکز کے توسیعی پروگرام میں عملی شمولیت اختیار کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

فوری رابطہ کے لئے: **محمد شاہد رفیع**

منتظم مدرسہ فاطمۃ الزہراء للبنات سمیجہ آباد نمبر 1
ڈاکخانہ جاوید نگر۔ پلاٹ نمبر 143 سٹریٹ نمبر 4 گلشنِ ملتان
Ph.772993-Mob.0333-6103288

پنجاب بنک اکاؤنٹ نمبر P-L-S:2195 چوک کمہاراں والا برانچ ملتان